

نئی نسل کے نام ☆

نعیم صدیقی

اے فرزند! اے دختر!

بہت دُور سے، مگر درحقیقت بہت قریب سے --- موت کے قافلے کی صدا اے جس مجھے سنائی دے رہی ہے۔ یہ قافلہ مجھے لے جانے کے لیے آ رہا ہے۔ پیشتر اس کے کہ یہ مجھ تک پہنچے میں اپنی توتوں کی آخری پونجی اس پر صرف کرنا چاہتا ہوں کہ دل کی محبت کی باتیں جو بس اسی گھڑی کہنے کی تھیں، ان کو تم تک پہنچانے کی فکر کروں۔

○

یہ سر، بھر و صیت نامہ جسے لکھواتے ہوئے میرے ذہن میں سب سے پہلے حضرت سیدنا ابراہیم و اسمعیل علیہم السلام کی وہ پاکیزہ تمنا ضو بار ہوئی جو تعمیر کعبہ کے دوران میں ان الفاظ میں نمودار ہوئی تھی: ”اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا اطاعت گزار بنا اور ہماری نسل میں سے اپنی اطاعت کرنے والی ایک امت برپا کر“، اور پھر وہ پاکیزہ وصیت کہ: ”اے میرے بچو! اللہ نے تمہارے لیے ایک طریق زندگی منتخب کر دیا ہے سوا ب تم کو موت نہ آئے بجز اس حال کے کہ تم مسلم ہو“۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے سینے میں یعقوب علیہ السلام کے دل کی وہ تڑپ بھی لہرائی جو بستر مرگ پر اولاد سے بالفاظ ذیل خطاب کرنے کی محرک ہوئی: ”میرے بعد تم کس کی بندگی و طاعت کرو گے“ --- اور پھر ان الفاظ کا وہی جواب سننے کی آرزو مجھے اپنے اندر محسوس ہوئی

☆ نصف صدی پہلے کی تحریر جس کا پیغام آج بھی زندہ و جاوید ہے۔ (ادارہ)

جو یعقوب علیہ السلام کو ان کی اولاد کی طرف سے ملا تھا کہ: ”ہم تیرے اللہ کی اور تیرے آبا ابراہیم اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے اللہ کی بندگی و طاعت کریں گے جو واحد اللہ ہے اور ہم اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے ہیں!“ اور پھر میرے ذہن میں لقمان کے وہ کلمات و وصیت بھی نمودار ہوئے جن کو قرآن میں جگہ پانے کی سعادت ملی۔ اور پھر سب سے آخر میں اپنے دور کے سب سے بڑے مسلم شاعر کا وہ جذبہ انگیز نتیجہء کاوش سامنے آیا جو اس نے ”سخنہ بہ نژاد نو“ کے نام سے قلم بند کیا ہے اور میراجی چاہا کہ اس صاحب درد کے یہ معنی خیز الفاظ دہرا دوں کہ:

لا الہ گوئی؟ بگو از روے جاں تا ز اندام تو آید بوے جاں!
 مومن و پیش کساں بستن نفاق! مومن و غداری و فقر و نفاق!
 شیوہٴ اخلاص را محکم بگیر پاک شو از خوف سلطان و امیر
 عدل در قہر و رضا از کف مدہ قصد در فقر و غناء از کف مدہ
 بر دیں! صدق مقال اکل حلال خلوت و جلوت تماشاے جمال!
 در رہ دیں سخت چوں الماس زی دل بخت بر بند و بے وسواس زی!
 دیں سراپا سوختن اندر طلب انتہائش عشق و آغازش ادب!
 ستر زن! یا زوج یا خاک لحد ستر مرداں! حفظ خویش از یار بد
 گرچہ باشی از خداونداں دہ فقر را از کف مدہ از کف مدہ
 در جہاں جز درد دل ساماں نخواہ نعمت از حق خواہ و از سلطاں نخواہ!
 سالہا اندر جہاں گردیدہ ام نم بچشم منعمان کم دیدہ ام

لا الہ کہتا ہے، تو دل کی گہرائیوں سے کہہ تاکہ تیرے بدن سے بھی روح کی خوشبو آئے۔ مومن اور دوسروں کی غلامی کرے؟ مومن ہو اور غداری، نفاق اور فاقہ مستی اختیار کرے؟ اخلاص کے طریقے کو مضبوطی سے پکڑو اور سلطان و میر کے خوف سے آزاد ہو جا (صرف اللہ تعالیٰ کا ہو جا)۔ غصے میں ہو یا خوشنودی میں، عدل کو ہاتھ سے نہ دے اور اغلاس ہو یا امارت، میانہ روی نہ چھوڑو۔ دین کا راز سچ بولنے اور حلال کھانے اور خلوت و جلوت میں حق تعالیٰ کے جمال کا نظارہ کرنے میں ہے۔ دین کی راہ میں الماس کی طرح سخت زندگی بسر کر، اللہ تعالیٰ سے دل لگا اور ہر قسم کے وسوسہ سے آزاد ہو۔ دین کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طلب میں اپنے آپ کو سوختہ کر دینا، اس کی ابتدا ادب ہے اور انتہا عشق۔ عورت کا ستر اس کا خاوند ہے یا قبر، مرد کا ستر بڑی صحبت سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ خواہ تو کتنا بڑا

جاگیر دار ہو، پھر بھی فقر کو ہرگز ہاتھ سے نہ چھوڑ۔ دنیا میں درد دل کے علاوہ کسی اور سامان کی خواہش نہ رکھ، جو بھی نعمت چاہتا ہے اللہ تعالیٰ سے مانگ، کسی بادشاہ سے نہ مانگ۔ میں برسوں دنیا میں پھرا ہوں، میں نے دولت مندوں کی آنکھوں میں نم بہت کم دیکھی ہے۔

مجھے اس سے زائد کچھ کہنا نہیں اور میرے دل میں جو کچھ ہے اسے مجھ سے پہلے مجھ سے بہتر لوگ کہہ گئے ہیں۔ لیکن آدمی اپنے دل کی بات اپنی زبان سے اور اپنے لفظوں میں کہہ کر ہی آسودگی پاتا ہے، سو میں کہتا ہوں تم سنو!



جب یہ وصیت نامہ اول اول تمہارے ہاتھوں میں دیا جائے گا تو ایک طرف تو میری ہستی اور میری عمر رفتہ کی ساری جھلکیاں اور تمہارے اور میرے تعلقات کی دور تک پھیلی ہوئی یادیں سمٹ کر تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیں گی اور تمہیں وہ خلا بہ شدت محسوس ہوگا جو میری موت سے پیدا ہونے والا ہے اور جسے پُر کرنے کی ذمہ داری اب تمہارے اوپر عائد ہوتی ہے۔ دوسری طرف تم دھڑکتے ہوئے دلوں کے ساتھ مہریں توڑتے ہوئے یہ گمان بھی کرو گے کہ نہ معلوم تمہارے باپ نے تمہارے لیے کہیں کوئی خزانہ چھپا رکھا ہو، کہیں کوئی ترکہ محفوظ پڑا ہو، اور یہ وصیت نامہ اس کی اطلاع کے لیے قلم بند کرایا گیا ہو۔۔۔ نہیں۔۔۔ مگر غالباً تم ایسے پست خیالات سے بسا بلند نکلو گے۔ پراگرتم ایسے خواب دیکھ سکتے ہو اور تمہاری توجہ تمہاری سطح سے نیچے کی چیزوں کی طرف جاسکتی ہے، تو پھر میں تم کو صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ تمہارے باپ نے نہ کبھی ضرورت سے زیادہ کمایا، نہ کبھی کچھ بچایا، اور نہ وہ تمہارے لیے سونے چاندی کے ذخائر، قطعاً اراضی، باغات اور محل چھوڑ مرنے کے پروگرام سامنے رکھ کر جیا تھا۔



مجھے خوشی ہے کہ میں نے تمہارے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔۔۔ اور مجھے خوشی ہے کہ میں نے تمہارے لیے بہت کچھ چھوڑا۔۔۔ میں نے عمر بھر اس بات کی پوری پوری کوشش کی ہے کہ تمہارے دماغوں کو ایسے افکار، تمہارے قلوب کو ایسے عقائد، تمہاری سیرتوں کو ایسے اصول، اور تمہارے عمل کو ایسے محرکات سے مالا مال کر دوں کہ تمہارے پیکر نہ صرف تمہارے لیے بلکہ ساری

دنیا کے لیے لازوال خزانے بن جائیں۔

ہم جس دور میں پیدا ہوئے وہ انسانیت کی انتہائی پستی کا دور تھا اور جو ماحول ہمیں نصیب ہوا وہ ”کافرگز“ ماحول تھا، ”مسلم ساز“ کسی لحاظ سے نہیں تھا۔۔۔ اور اب یہی ماحول میں تمہارے لیے تر کے میں چھوڑ رہا ہوں۔ مگر اب اس ماحول میں ایک تبدیلی آ چکی ہے جس سے تم فائدہ اٹھا سکتے ہو۔

ایسے گندے دور اور ایسے پلید ماحول نے ہمارے دماغوں میں دنیا کے بدترین خیالات کی کاشت کی اور پھر ان کی خوب خوب آبیاری کی۔ اس نے ہماری فطرتوں کو مسخ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اس نے ہمارے اخلاق کو روگ لگانے میں کسی پہلو سے کوتاہی نہیں کی۔ اس نے ہماری روحانی موت کے سامان کرنے میں کسی طرح کی کمزوری نہیں دکھائی۔ اس دور اور اس ماحول کی لپیٹ میں جو آیا، اس میں خواہش پرستی پیدا ہوئی، اس میں نفس کی غلامی پیدا ہوئی، اس میں نفاق پیدا ہوا، اس کے ذہن میں تضاد نے اپنے گل کھلائے، اس میں بے حیائی نے جڑیں پکڑیں، اس میں نفسانیت اور بہیمیت نے چھاؤنیاں ڈالیں اور اس میں نمائش اور ریا نے اپنے اڈے جمائے۔ اُسے تعلیم، لٹریچر، صحافت اور دوسرے موثر ذرائع سے مجبور کر دیا گیا کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل ترین سانچوں میں ڈھالنے پر تیار ہو جائے۔ چنانچہ وہ ذلیل ترین سانچوں میں ڈھل رہا ہے اور ہم بھی ان ہی سانچوں میں ڈھال دیے گئے، بلکہ ہر طرف سے بہ بہا کر آئے اور خود بخود ان سانچوں کے اندر اتر گئے۔

○

ہم۔۔۔ ہم کیا ہیں؟

تمہارا باپ، تاریکی اور طوفان اور غلاظت کے درمیان پیدا ہوا، تاریکی اور طوفان اور غلاظت میں پلا، اور تاریکی اور طوفان اور غلاظت کے سائے میں جواں ہوا۔

انہی حالات میں ہم نے اپنے خالق کی آواز سنی۔ یہ آواز تو ہمیشہ سے ہر ایک کے دل میں گونجتی رہی ہے، لیکن اس پر متوجہ ہونے کی سعادت جسے مل گئی، مل گئی۔۔۔ اس آواز پر ہم نے لبیک کہی اور ہمیں ہمارے مقام کا پتا چلا کہ وہ کتنا بلند ہے اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوا کہ وہ

کتنی بھاری ہیں۔

وہ ایک نئی دنیا پیدا کرنے کا فرض تھا جس پر ہم نے لپیک کہی؟ ہم نے وہ کڑی اٹھالی جس سے بڑے بڑوں کے دل ابا کرتے تھے۔ ہم اس قابل فخر ہم کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے جس کی طرف رُخ کرنا ایک ناپاک ماحول میں موجب صد شرم بن چکا تھا۔ ہم نے وہ نعرہ علی الاعلان بلند کر دیا جسے زبان پر لاتے ہوئے خواص و عوام سبھی اپنے اندر احساس کمتری کی لہر اٹھتی دیکھتے تھے۔

○

تمہارے باپ نے جب ”نظام باطل“ کے خلاف کش مکش کر کے نظام حق کو بپا کرنے کا تہیہ کر لیا تو نظام باطل نے اس سے کہا کہ اس نیت کے ساتھ ایک انجی بھی حرکت کرو گے تو عزت، شرف، سر بلندی، ترقی اور شہرت کے دروازے تمہارے اوپر بند کر دیے جائیں گے۔ عہدوں کی کرسیاں تمہارے لیے حرام قرار دی جائیں گی، علم و ادب کے میدان میں کوئی خدمات انجام دو گے تو ان خدمات کو صحیح قدر و قیمت کا مقام کبھی حاصل نہ ہوگا، تم دن رات محنت کر کے بھی میرے خزانہ ہائے رزق سے پیٹ بھر روٹی نہ پاسکو گے۔

عزیز بچو! جانتے ہو کہ تمہارے باپ نے اس کا کیا جواب دیا؟ میرے خیال میں تم بہت اچھی طرح جانتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں حق کے لیے ان سارے نقصانات کو قبول کرتا ہوں اور باطل کو راضی رکھ کر جو فوائد حاصل ہوتے ہوں ان سب پہ لاتا مارتا ہوں۔

جس دن نظام باطل کے خاموش چیلنج کا یہ جواب میں نے دے دیا، اس دن گویا میں نے اپنی دنیا بنانے اور تمہارے لیے لذتوں کے اسباب سمیٹنے اور بھاری تر کہ چھوڑ جانے کے سارے پروگرام دریا بڑ دکر دیے۔

پھر نظام باطل نے کہا کہ تم جس راہ پر گامزن ہونا چاہتے ہو، کچھ معلوم بھی ہے کہ یہ راہ کیسی پر خار راہ ہے۔ اس راستے کے چپے چپے پر بھوک اور فاقہ ہے، نفرتیں اور حقارتیں ہیں، گالیاں اور الزام تراشیاں ہیں، جیل اور پھانسیاں ہیں، ظلم اور تشدد ہیں، اور یہاں موت ہر مرحلے پر قص کرتی نظر آتی ہے، یہاں اپنے بیگانے بن کر ڈستے ہیں، یہاں رہبر غول بیابانی سے ساز باز

کر کے حملہ آور ہوتے ہیں، یہاں دوستوں کو دشمنوں میں جا ملتے دیر نہیں لگتی، یہاں زہد و تقدس تک کفر و فسق کی حفاظت کے لیے کمر بستہ ملے گا۔ پھر کیا تمہیں اس وادی جانکاہ میں غبار بن کر پریشان ہو جانا منظور ہے؟

تب تمہارے غیور و جسور باپ نے کہا کہ ہاں، میں ہزار سرتوں کے ساتھ ان سارے ممکن حوادث کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

چنانچہ تمہارے باپ نے اور اس کے ساتھیوں نے اپنی قلت اور اپنی بے سروسامانیوں کے ساتھ دشمن کی کثرت اور اس کے سروسامان کی پرواہ کیے بغیر وہ کش مکش چھیڑ دی جو اب پڑ زور معرکہ آرائیوں کے ساتھ تمہارے گرد و پیش میں جاری ہے۔

اس کش مکش کے لیے اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح تمہارے باپ کو اپنی ساری سیرت کو ادھیڑ کر اڑا کر سونو بٹنا پڑا ہے، اپنی عادتوں سے جنگ کرنی پڑی ہے، اپنے پرانے خیالات کی گہری جمی ہوئی جڑیں دماغ سے اکھڑتے ہوئے بہت ہی دور تک چھیننے والا درد محسوس کرنا پڑا ہے، روحانی لحاظ سے تحویل قبلہ کرنی پڑی ہے، اسے دوستیوں اور دشمنیوں کا رخ بدلنا پڑا ہے۔ اسے نیا جنم لینا پڑا ہے۔ تم کیا جانو کہ تمہارا باپ کن احوال سے گزرا ہے اور اس نے دوسروں کی چوٹیں کھانے سے پہلے اپنے آپ کو تیار کرنے کے لیے خود اپنے اوپر کتنی چوٹیں لگائی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ایسے باپ کی کوتاہیوں پر رنجیدہ ہونے کے بجائے تم اس پر رحم کھاؤ گے اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرو گے۔



نظام باطل کے بنائے ہوئے ماحول کے انسان اپنے شعوری فیصلے کے تحت چاہے کتنی ہمہ گیر تبدیلیاں اپنے اندر بپا کر لیں، لیکن وہ کبھی بھی پوری طرح اپنے آپ کو آلودگیوں سے پاک نہیں کر سکتے۔ افسوس کہ تمہارا باپ اگرچہ ساری عمر اپنی ذہنی ساخت اور اپنی سیرت کی تعمیر کو درست کرنے میں مصروف رہا، لیکن اسے بعض کمزوریاں ساری عمر چھٹی رہیں اور وہ ان سے پوری طرح نجات نہ پاسکا۔ اسے اس بات کا بہت ہی صدمہ ہے کہ اس کی ان کمزوریوں کا پرتو تم پر

پڑ کے رہا ہوگا۔

میں نے دراصل ساری عمر یہ چاہا کہ تم کو ایک ”مسلم“ کی اٹھان پراٹھاؤں۔ اس کے لیے میں نے گھر میں ایک ماحول بنایا، اس کے لیے میں نے اپنے اوپر کئی پہلوؤں سے جبر کیا، اپنے جذبات کی باگ مضبوطی سے تھامی، اپنی بہت سی خواہشوں کو پامال کیا، اپنے بہت سے ارمان دل کے دل میں دبے رہنے دیے۔ پھر اپنی بے شمار کمزوریاں تھیں کہ جن کو تم سے پوری طرح چھپانے کی کوشش کی۔ پھر بھی میں مطمئن نہیں ہوں کہ میں اس مہم کو ٹھیک سے مکمل کر کے رخصت ہو رہا ہوں۔

○

میں تم سے اس بات پر بھی معافی چاہتا ہوں کہ میں نے تم کو تمھاری بہت سی خواہشات سے روک کے رکھا ہے۔ میں نے تم کو بے شمار دل چسپیوں سے محروم کیا ہے۔ میں نے بہت سی مردچہ تفریحات سے تمھیں لطف اندوز ہونے نہیں دیا۔ میں نے تمھیں بڑے بڑے عہدے حاصل کرنے اور وسیع کاروبار چلانے کے لیے نہ تربیت دی اور نہ وسائل مہیا کیے۔ میرے جگر کے ٹکڑو! --- میں نے تم پر زیادتی نہیں کی بلکہ میری یہ خدمت ایسی ہی ہے جیسے ایک باپ نباتاتی گھی کی مٹھائیوں سے، گندے سڑے پھلوں سے اور جراثیم ملے شربتوں سے اپنے بچوں کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ میں نے تمھارے اخلاق و سیرت کی صحت و قوت کو ہر خطرے سے بچانے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ میں اپنے گندے ماحول کی رگ رگ سے چونکہ واقف تھا، اس لیے میں اس کی یورشوں کے خلاف بالکل اسی طرح تمھارے بچاؤ کی سعی کرتا رہا جیسے ایک مرغی اپنے چوزوں کو دشمن کی زد سے بچانے کے لیے خاص اہتمام کرتی ہے۔ میں نے تمھیں اس طرح سینت سینت کر رکھا ہے جیسے کوئی اپنی ساری عمر کی کمائی کو چوروں اچکوں سے بچا بچا کر رکھتا ہو۔ میں نے تمھاری حفاظت اس طرح کی ہے جیسے روپے سے بھری ہوئی جیب کی حفاظت جیب کتروں سے کی جاتی ہے۔ میں سائے کی طرح ہمیشہ تمھارے ساتھ رہا، میں نے تم کو کبھی اکیلا چھوڑنا گوارا نہیں کیا، میں تمھارے گرد و پیش میں ہر طرف تمھارے خلاف سر اٹھانے والے خطروں کو سونگھتا پھرا ہوں۔

یہ آخر کس لیے؟

یہی بات بتانے کے لیے میں نے یہ وصیت نامہ لکھوایا ہے!

○

ہم نے جس جنگ کو شروع کیا تھا، وہ اگرچہ روز بروز گرم سے گرم تر ہوتی جا رہی ہے اور بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ عنقریب حق کی فتح اور باطل کی شکست پر اس کا خاتمہ ہونے والا ہے، لیکن اس کا امکان بھی موجود ہے کہ یہ جنگ کچھ اور طول پکڑے تو اس صورت میں تمہارا باپ تم سے --- اور حق پرستوں کی موجودہ نسل اپنے سلیم الفطرت اخلاف سے --- یہ توقعات رکھتی ہے کہ ان کے بعد تم سب اس جنگ کو لڑ کر فتح تک پہنچاؤ گے۔ یہی وہ مقصد تھا کہ جس کے لیے میں نے تمہیں ایک مسلم، ایک مجاہد، ایک سپاہی، ایک غیور و جسور اور با اصول انسان کی اٹھان پراٹھایا ہے۔ یہ مقصد جو میرے سامنے تھا، اگر تم اس کو قبول کرتے ہو جیسے کہ مجھے تم سے توقع ہے تو ابھی اسی وقت خدا کے سامنے سراطاعت کو زمین پر رکھ کر یہ عہداستوار کرو کہ ہم اس مقصد حق کی کامیابی کے لیے اپنے سارے دل، اپنی ساری روح اور اپنی ساری جان کے ساتھ جدوجہد کریں گے۔

اور اگر --- خدا نخواستہ --- جس کی مجھے تم سے دُور پار کی کوئی خفیف سے خفیف توقع بھی نہیں --- بہر حال خدا نخواستہ اگر تم اپنے باپ کے مقصد حق کو اور اس کی ذمہ داریوں کو اٹھانے سے کتر ادا اور اپنی بُردلی اور بے غیرتی کی وجہ سے میرے اس تر کے کو نظام باطل کے ہاتھ دینیوی فوائد کے لیے بیچ ڈالو تو پھر میں اور تو کچھ نہیں کر سکتا، اور تمہارے فیصلوں کو بدلنے کی قدرت نہیں رکھتا، لیکن اتنی درخواست تم سے ضرور کروں گا کہ پھر مجھ سے اپنے آپ کو منسوب کر کے میری روح کو تکلیف نہ پہنچانا۔ میرے لیے اس سے زیادہ مایوس کن حادثہ کوئی نہ ہوگا کہ گوشت کے جن لوتھڑوں کو پال پوس کر میں نے ایک ناپاک قوت کے خلاف لڑنے کے لیے تیار کیا ہو، وہ اداے فرض کا لمحہ آنے پر اپنے آپ کو اپنے باپ کے اصولوں کو اور اس کے مقاصد کو دشمنوں کے ہاتھ جا کے فروخت کر دیں۔

لیکن ان شاء اللہ ایسا کبھی نہیں ہوگا!

○

جاؤ! میرے خالی کیے ہوئے مورچوں پر کھڑے ہو جاؤ، لڑو، ٹکراؤ، آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاؤ، یہاں تک کہ یا تو باطل کا علم قطعی طور پر سرنگوں ہو جائے، یا تمہاری لاشیں خاک و خون میں تڑپتی نظر آئیں۔ یاد رکھو! کہ میں نے تم کو دنیا کے عیش لوٹنے کے لیے نہیں پالا ہے۔ پس دو باتیں گرہ میں باندھ لو!

ایک یہ کہ حق کا بول بالا کرنا وہ پاکیزہ نصب العین ہے جو تمہارے باپ کو خدا کے انبیا و صلحا سے ورثے میں ملا ہے اور اسی کو میں تمہارے لیے ترکے میں چھوڑ رہا ہوں۔ ہر لحظہ اس پر نگاہیں جمائے رکھو!

دوسرے یہ کہ مہلک ماحول تم کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اس سے خبردار رہو، اس کے خفیہ حملوں کی مدافعت کی فکر کرو، اور اس کے جادو کا توڑ فراہم کرو، اس کے دام کے 'دانوں' کی حقیقت پر نگاہ رکھو!

اگر نظام حق کا قیام تمہارے ہاتھوں ہو گیا اور اس کی پاکیزہ فضا میں ایک لمحہ بسر کرنے کی سعادت بھی تم کو مل گئی تو تم محسوس کرو گے کہ وہ ایک لمحہ ہزار سال سے زیادہ قیمتی زیادہ میٹھا اور زیادہ دل چسپ ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ہم اور تم اور وہ سارے لوگ جو اپنے سے بعد والوں کے لیے کسی آنے والے زمانے میں ایک جنت خیر و فلاح کی بنیاد ڈال رہے ہیں، دنیا کی اس عظیم ترین نیکی کو قائم کرنے میں حصہ دار ہیں کہ جس کے فیضان کی وسعتوں کو سامنے رکھا جائے تو یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ اس پاک مہم میں قوت کی جو ایک رمت، مال کا جو ایک حصہ، خون کا جو ایک قطرہ، اور وقت کا جو ایک پل کسی نے خلوص سے صرف کیا ہوگا، عند اللہ اس کی جزا کیا ہوگی!

○

ایک آخری بات!

میرا مقصد تمہیں نہ اپنی ذات کی طرف بلانا ہے اور نہ کسی ذاتی عقیدہ و تصور کی طرف۔ نظریہ اور نظام اور طریق انقلاب صرف وہی برحق ہے جس کی تعلیم خدا کی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ملتی ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ تم نہ مجھے دیکھو نہ کسی اور شخصیت کو۔۔۔ بلکہ اپنا رشتہ سیدھا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استوار کرو۔ ادھر سے جو اصول اور

ہدایات ملیں ان پر سختی سے کار بند رہو۔ اپنے نفس یا دوسروں کی خاطر ان میں سے نہ کسی چیز کو چھوڑو نہ اضافہ کرو اور نہ احکام میں ترمیمیں کرو۔

اگر کتاب و سنت سے رشتہء وفا استوار کر لو تو وقت کے نئے نظریات اور باطل کے فتنہ آفریں اسالیب کار سے نہ تم مرعوب ہو گے اور نہ اقتدار، شان و شوکت اور دولت کے مظاہروں کا جادو تم پر چل سکے گا۔

خدا تمہیں قول و عمل کے تضاد سے بچائے اور تم ایمان اور مفاد پرستی میں جوڑ لگا کر منافقانہ طرز عمل اختیار کرنے سے مجتنب رہو!

اللہ کا کام کرتے ہوئے اللہ ہی تمہارا حامی و ناصر ہو!

(ٹھنڈی آگ، مکتبہ چراغ راہ کراچی، ۱۹۵۷ء، ص ۲۹۴ - ۳۰۴)